انجمن ترقی اردو (ہند) کا پندرہ روزہ اخبار

رجسٹر نمبر اے ۹۲۲

ٹیلیفون نمبر ۲۹

ہماری زبان

سالانہ چندہ دو روپے

قیمت فی پرچہ ۲ آنے

نمبر ۱۳	۲۰ ذیقعدہ ۱۳۷۵ھ	ایڈیٹر - آل احمد سرور	علی گڑھ یکم جولائی ۱۹۵۶ء	جلد ۱۵

اردو کے نادان دوست

کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ انجمن ترقی اردو ہند نے جو یادداشت صدر جمہوریہ کی خدمت میں پیش کی تھی، نائب وزیر داخلہ نے اپریل میں اس کا جواب دے دیا اور اب اردو کے حامیوں کو تمام اردو انجمنوں کو توڑ کر ایک متحدہ ادارہ بنانا چاہئے اور صدر کو ایک الٹی میٹم دینے کے بعد ستیہ گرہ کا رتیار کرکے سول نافرمانی یا ستیہ گرہ شروع کر دینی چاہئے۔

جب بنیاد غلط ہو تو عمارت بھی ٹیڑھی ہوتی ہے۔ نائب وزیر داخلہ کا جواب اس کی صحت اچھی قطعی نہیں ہے یہ صدر کا جواب نہیں ہے۔ دوسرے اس میں صرف اتنا کہا گیا ہے کہ "دفعہ ۳۴۷ کے تحت اردو کے علاقائی زبان بنانے کا کیس نہیں بنتا" اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر اردو کا کیس دفعہ ۳۴۷ کے ماتحت ثابت کر دیا جائے تو اسے علاقائی زبان قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں قانون داں اصحاب، ماہرین لسانیات، ادب اور تہذیب سے باخبر حضرات کے سر جوڑ کر بیٹھنے کی ضرورت ہے تاکہ اردو کے کیس کو اور زیادہ مضبوطی کے ساتھ پیش کیا جائے اور سخت سے سخت مخالف کے دل میں اس کی طرف سے کوئی شبہ نہ رہے۔ انجمن ترقی اردو ہند عنقریب اس سلسلے میں ایک پمفلٹ شائع کرکے پارلیمنٹ کے ممبران کو بھیج رہی ہے تاکہ اردو کے کیس کی اہمیت ان پر واضح ہو جائے۔

تمام اردو انجمنوں کو توڑ کر ایک متحدہ ادارہ بنانے کی تجویز بظاہر بہت اچھی معلوم ہوتی ہے مگر نہ صحیح ہے نہ قابل عمل۔ اردو کی جو انجمنیں ملک میں کام کر رہی ہیں، جن کے پیچھے کئی برسوں کی ایک تاریخ ہے اور جنھوں نے اپنی بساط کے مطابق اس ملک میں اردو کی خدمت کی ہے انھیں ختم کرنا نادانی ہوگا اور یہ سمجھنا کہ ان کی راکھ سے ایک ایسی باعمل اور فعال جماعت برآمد ہوگی جو سب مسائل چٹکیوں میں حل کر دے گی، خود فریبی کی بدترین مثال ہوگی۔ صحیح طریقہ کار یہ ہے کہ مختلف انجمنوں کے کاموں میں ربط پیدا کیا جائے، تکرار کو دور کیا جائے، انجمنیں اپنے دائرہ عمل کو واضح رکھیں اور خدمت کا جو گوشہ اپنے لئے انتخاب کریں اس میں زیادہ سے زیادہ جدوجہد کریں۔

اردو کی بقا کے سوال کو سیاسی تحریکوں کے نقطۂ نظر سے دیکھنا غلطی ہوگی۔ یہ ایک لسانی، ادبی و تہذیبی مسئلہ ہے ان مسائل کو قومی پس منظر میں دیکھنا چاہئے مگر عوام کی سطح پر انھیں حل کرنا ممکن نہیں ہے یہ سمجھ لینا کہ ہندوستان کی اکثریت اس بات پر تل گئی ہے کہ کسی طرح اردو کو اس کے حق سے محروم کر دیا جائے، غلط ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ چند مخصوص تاریخی اور سیاسی واقعات کی وجہ سے اردو ایک تنگ نظری اور تعصب کا شکار ہو گئی ہے اور ایک خالص ادبی اور تہذیبی سوال کو سیاسی اور فرقہ وارانہ رنگ دیا جا رہا ہے۔ اردو کے ہمدردوں کا کام یہ ہے کہ محض حکومت یا اکثریت کو برا بھلا کہنے کے بجائے ان کی ناواقفیت یا تنگ نظری دور کی جائے۔ اردو کے مسئلے کو ایک قومی حیثیت سے پیش کیا جائے۔ تعلیمی اور نفسیاتی وجوہ سے ثابت کیا جائے کہ اچھے شہریوں کے لئے انھیں کی مادری زبان میں تعلیم ضروری ہے۔ غلط فہمیاں جلد راہ پا جاتی ہیں اور دیر میں دور ہوتی ہیں۔ اردو کے متعلق غلط فہمی کے پیچھے برسوں کی جذباتیت ہے۔ اسے بدلنے کے لئے مثبت طریقے اختیار کرنے ہوں گے۔ اردو کی قومی حیثیت، اس کے تہذیبی کارنامے، اس کی ادبی عظمت، اس کے چلن کے متعلق اردو رسم خط اور ہندی رسم خط میں رسالے اور پمفلٹ شائع کرنے ہوں گے۔ پارلیمنٹ کے ممبران کی غلط فہمی دور کرنی ہوگی۔ یہ کام محض جلسوں اور کانفرنسوں سے نہیں ہو سکتے۔ ان کے لئے اخباروں میں سنجیدہ مضامین لکھنے چاہئیں۔ اور صرف اردو ہی میں نہیں ہندی انگریزی اور دوسری زبانوں میں بھی۔ پھر تمام سیاسی پارٹیوں کے لیڈروں کو سمجھانا ہوگا کہ اردو کا سوال ایک قومی اور تہذیبی سوال ہے

اس کے مقابلے میں سب سیاسی پارٹیوں کو متحد ہونا چاہیے۔

رہا سول نافرمانی یا ستیہ گرہ کا سوال تو اس کا نام لینے والے ستیہ گرہ کی اسپرٹ اور اس کے لئے ذہنی ڈسپلن کو نہ معلوم کیوں نظر انداز کر دیتے ہیں۔ گاندھی جی نے یہ اخلاقی حربہ نہایت کامیابی سے انگریزوں کے خلاف آزمایا مگر ان کے زمانے میں بھی بعض اوقات جوش و خروش میں ستیہ گرہ کرنے والے پر امن نہ رہ سکے۔ ہمارے ملک میں آج بھی تشدد بہت ہے۔ لوگ بہت جلد جارحانہ اقدام پر اتر آتے ہیں۔ یہ کہنا کہ حکومت بغیر طاقت کے مظاہرے کے سر نہیں جھکاتی دراصل طاقت کے پجاریوں کی مخصوص ذہنیت کا غماز ہے۔ بمبئی میں کیا کچھ نہیں ہوا، مگر حکومت کا فیصلہ سب کو معلوم ہے۔ پنجاب میں کچھ لوگ اب بھی حکومت کے فارمولے کو بدلنے کے لئے راست اقدامات کی تحریک کر رہے ہیں۔ اس سے ملک کی فضا کے اور مکدر ہونے کا اندیشہ ہے۔ یوپی میں فرقہ وارانہ عناصر کو اب کوئی حربہ نہیں مل رہا ہے۔ اردو والوں کو چاہیے کہ وہ ان عناصر کو کوئی بہانہ نہ فراہم کرے۔ ستیہ گرہ کے لئے دس ہزار یا پانچ لاکھ والنٹیر فراہم کر لینا لوگوں کو آسان معلوم ہوتا ہے۔ وہ اپنے ضلع میں ذرا سی کوشش سے اردو کے چند اسکول نہیں کھلوا سکتے۔ آزاد ملک میں ہمیں اب محض احتجاجی طریقہ کار چھوڑ کر تعمیری طریقہ کار اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ اردو کا مسئلہ سلجھنے کے بجائے اور الجھ جائے گا۔ اگر ستیہ گرہ کی ضرورت ہو تو چند آزمودہ اور پختہ کار افراد کو ضرور ستیہ گرہ کرنی چاہیے۔ ہمارے یہاں ابھی ایسے افراد موجود ہیں جن کے خلوص، دیانت، علمی و ادبی صلاحیت، قومی جذبے اور فکر و نظر پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اگر ضرورت پڑے گی تو یہ لوگ ستیہ گرہ بھی کریں گے۔ لیکن ستیہ گرہ بالکل آخری حربہ ہے اور ابھی ہم نے دوسرے تمام حربے اچھی طرح نہیں آزمائے ہیں۔

کچھ لوگوں نے یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ الیکشن میں صرف ان اشخاص یا پارٹیوں کو ووٹ دیا جائے جو اردو کے حقوق کی حفاظت کریں۔ ظاہر ہے کہ الیکشن کے موقع پر اردو کے ساتھ انصاف کا سوال بھی آئے گا اور جو پارٹیاں کامیاب ہونا چاہیں گی انھیں اس سلسلے میں عوام کے جذبات کا لحاظ بھی رکھنا پڑے گا۔ مگر صرف اردو کو الیکشن میں ایک ایشو نہیں بنایا جا سکتا اور نہ بنانا چاہیے۔ اسے بھی ہندستان کی عام خوش حالی، ملک میں امن، سب کی ترقی کے یکساں مواقع، اقلیتوں کے ساتھ انصاف کے پس منظر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ پچھلے پانچ سال میں ہم نے اردو کے مسئلے کی اہمیت سارے ملک پر واضح کر دی ہے۔ اب ہمیں اس کے منوانے کے لئے پر امن غیر فرقہ وارانہ اور تعمیری جد و جہد کرنی ہے۔ جلسوں، کانفرنسوں اور نعروں کا دور گیا، یہ مستقل، ان تھک، سنجیدہ، پر خلوص خدمت کا دور ہے۔ جمہوریت میں اکثریت بعض اوقات بے انصافی پر اتر آتی ہے۔ مگر سچی جمہوری اسپرٹ یہ ہے کہ اقلیت کے حقوق کا پورا پورا تحفظ کیا جائے۔ اس سچی جمہوری اسپرٹ کے پیدا کرنے کی کوشش جاری رہنی چاہیے تاکہ اردو کو بھی اس کا حق مل سکے ہر تعمیر کے لئے تخریب ضروری نہیں ہے۔

اڈیٹر

مولوی بشیر الدین کا انتقال

اٹاوے کی ایک خبر سے یہ معلوم کر کے بڑا افسوس ہوا کہ سر سید کے ایک رفیق اور ہمارے بزرگ مولوی بشیر الدین صاحب بانی اٹاوہ اسلامیہ کالج اور ایڈیٹر "البشیر" ۱۱ جون کو اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ مرحوم نے ایک سو تین سال عمر پائی مگر اس کبر سنی میں بھی وہ تعلیمی اور تہذیبی مسائل میں بڑی دل چسپی لیتے تھے اور باوجود بہت سی مجبوریوں کے آخر عمر تک ذہنی اعتبار سے توانا اور باعمل رہے۔ سر سیدیوں تو ہماری ساری، تعلیمی، تہذیبی، سیاسی، ادبی اور معاشرتی تحریکوں کے رہنما کی حیثیت سے زندۂ جاوید ہیں۔ مگر ان کا ایک بڑا احسان یہ ہے کہ انھوں نے کتنے ذروں کو آفتاب، کتنے افراد کو انجمن اور کتنی ناتواں موجوں کو ایک طوفان بنا دیا جس کو ان کی آنکھیں دیکھنے کا، ان کے ساتھ کام کرنے کا، ان سے کچھ سیکھنے کا موقع ملا، وہ پتھر سے پارس اور کنکر سے ہیرا ہو گیا۔ اس کی ساری زندگی سنجیدہ اور مفید کاموں میں گزری اور وہ آخر دم تک بڑے استقلال اور پامردی سے ملک اور قوم کی خدمت کرتا رہا۔ مولانا بشیر الدین بھی ایسے ہی بزرگوں میں تھے۔ انھوں نے کتنے ہی نوجوانوں کی ذہنی و اخلاقی تربیت کی۔ کتنوں میں قومی زندگی میں اپنے بس بھر حصہ لینے کا ولولہ پیدا کیا۔ اور کتنوں کو خاموش تعمیری خدمات کے لئے تیار کر دیا۔ جدید نسل ایسے بزرگوں سے کبھی مایوس نہ ہوتی، اپنی بساط بھر کام کئے جانے اور قومی زندگی کی تعمیر میں خاموشی سے لگ جانے کا سبق سیکھ لے تو شاید اس کا کارنامہ بھلایا نہ جا سکے۔ مرحوم کی مثال، ہمارے سامنے ایک روشن مینار کی طرح ہے۔

براہ کرم جوابی امور کے لئے دو آنے کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ بھیجیے۔ (منیجر)

اردو رسم خط

انجمن ترقی اردو ہند نے مارچ کے سالانہ جلسے میں اصلاح رسم خط کے لئے ماہرین کی ایک کمیٹی بنائی تھی۔ کمیٹی کے کچھ ممبروں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اس کے اجلاس سے پہلے ایک سوال نامہ تیار کر کے ممبران اور اہل الرائے حضرات کے سامنے پیش کیا جائے۔ چنانچہ ایک سوال نامہ درج ذیل ہے جو حضرات اس مسئلے سے دلچسپی رکھتے ہیں ان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مدلل جوابات ۳۱ جولائی ۱۹۵۷ء تک جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو ہند کے پاس بھیج دیں۔ اگست کے پہلے ہفتے میں کمیٹی اپنا جلسہ کر کے ان ان تجاویز پر غور کرے گی اور ان کی بنیاد پر اپنی رپورٹ تیار کرے گی جو اکتوبر ۱۹۵۷ء کی کانفرنس میں منظوری کے لئے پیش ہوگی۔ مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر تمام اہل نظر سے تعاون اور امداد کی درخواست ہے۔

ایڈیٹر ہماری زبان

سوال نامہ

۱۔ کیا اردو رسم خط میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ اگر نہیں ہے تو کیوں؟

۲۔ اگر اصلاح کی ضرورت ہے تو چھپائی اور لکھائی کے لئے الگ الگ علی الترتیب نسخ و نستعلیق کو اختیار کیا جا سکتا ہے یا صرف نسخ کو دونوں کاموں کیلئے اختیار کیا جائے؟

۳۔ کیا اردو حروف کو صوتی انداز پر ترتیب دینے کی ضرورت ہے؟ موجودہ رسم خط صوری مناسبت پر قائم ہے۔

۴۔ کیا ہندی حروف علت کی صوتی کی طرح اردو حروف علت کی صوتی نقطۂ نظر سے ماترائی اور مکمل شکلیں قائم کرنے کی ضرورت ہے؟ مثلاً ا اور ے (ای ا)

۵۔ کیا آپ کے خیال میں اعراب کم سے کم استعمال کرنے کا کوئی طریقہ برتا جا سکتا ہے؟

۶ ہمزہ کی کتابت کے کیا اصول مرتب کئے جائیں؟

۷۔ کیا نون غنہ کو منفصل لکھا جائے؟ جیسے پھانس کو پھاں س۔

۸۔ کیا متعدد ہم آواز حروف کی بجائے اردو رسم خط میں کسی ایک حرف کو اختیار کر لیا جائے؟ جیسے ز، ذ، ض، ظا کے لئے حرف ز، وغیرہ

۹۔ کیا مخلوط آوازوں کے لئے علیحدہ حروف قائم کئے جائیں؟ مثلاً بھ، پھ، کھ، چھ، ڈھ وغیرہ

۱۰۔ کیا ہر حرف کے جوڑ کی اور علیحدگی کی دو شکلیں معین کر دی جائیں؟ مثلاً معلوم اور علوم میں ع اور ع (م ع لوم)

۱۱۔ کیا بیرونی زبان کے تمام لفظ ہجائی (Phonetically) انداز میں لکھے جائیں؟ مثلاً فرنیچر کو فرنی چر، یونیورسٹی کو یونی ورسٹی۔

۱۲۔ کیا باستثنا سابقے اور لاحقے لفظ کے ساتھ ملا کر لکھے جائیں یا علاحدہ؟ مثلاً گلستاں کو گل ستاں۔ نمکداں کو نمک داں وغیرہ۔

۱۳۔ عربی فارسی لفظوں کی املا بہ اعتبار اصل زبان کے ہو یا اردو تلفظ کے مطابق؟ مثلاً فوراً، بالکل، خوش، زکوٰۃ، اعلیٰ، ادنیٰ وغیرہ کو فورن، بل کل، خش۔ زکات، ادنا۔

۱۴۔ کیا ابتدائی تعلیم میں علامت مصدر اور اس کے صیغوں کو علاحدہ کر کے لکھیں؟ مثلاً چلنا کو چل نا۔ چلتے کو چل تے وغیرہ۔

۱۵۔ ان کے علاوہ اور کون کون سی اصلاحوں کی ضرورت ہے؟

نوٹ:۔ اس سوال نامے کے سب سوالوں کے جواب دینا ضروری نہیں۔ جن صاحب کو جس سوال سے دلچسپی ہو اسی کے متعلق لکھ دیں تو کافی ہے۔ براہ مہربانی اپنے جواب ۳۱ جولائی ۱۹۵۷ء تک بھیج دیجئے تو رسم خط کمیٹی کو ان پر غور کرنے میں بہت مدد ملے گی۔

آل احمد سرور

انجمن کی خبریں

دہلی

۱۰ر جون ۵۶ء کو انجمن ترقی اردو ہند کی شاخ دہلی کا ایک خاص جلسہ ہوا جس کی صدارت پروفیسر آل احمد سرور جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو ہند نے فرمائی جلسے میں مولانا حفظ الرحمن، پنڈت گوپی ناتھ امن، پنڈت سندلال، بیگم انیس قدوائی، جناب مالک رام، ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی، جناب منور لکھنوی، جناب گلزار دہلوی، جناب سعید انصاری، تاباں صاحب، گوپال متل صاحب، حافظ علی بہادر خاں صاحب، جناب طالب چکوالی، جناب ہنسراج رہبر، جناب معز الدین احمد، شیام ناتھ صاحب اور دہلی کے شعرا ادیب اخبار نویس اور حامیان اردو شریک تھے۔

صدر کی فرمائش پر دہلی کے تمام ممتاز کارکنوں نے وہاں کی شاخ کی کارگزاری۔ دہلی میں اردو کی پوزیشن اور آئندہ پروگرام پر روشنی ڈالی۔ تقریباً پندرہ حضرات نے اپنے خیالات ظاہر کئے۔

جناب صدر نے آخر میں ایک مفصل تقریر کی جس میں انھوں نے انجمن کے نئے پروگرام پر روشنی ڈالی، نیز دہلی کی شاخ کو توجہ دلائی کہ وہ اپنی بنیاد کو مضبوط کرنے کے لئے کم سے کم ہزار ممبر بنائے، دہلی میں اردو کو علاقائی زبان منوانے کے لئے جدوجہد تیز کرے۔ ابتدائی اسکولوں میں اردو رائج کرائے اور کتابوں کی اشاعت کا انتظام کیجئے۔

یہ جلسہ تقریباً ڈھائی گھنٹہ کی نشست کے بعد ختم ہوا۔
(نامہ نگار)

لکھنؤ

اتر پردیش کی ریاستی انجمن ترقی اردو کی مجلس عاملہ کا ایک اہم جلسہ ۲۴ر جون کو لکھنؤ میں ہو رہا ہے۔ جناب آل احمد صاحب سرور جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو ہند بھی جلسے میں شرکت کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ اس جلسے میں بجٹ اور امور کے اگلی اسکولی ہم اور اردو کو علاقائی زبان منوانے کے مسئلے پر غور ہوگا

کشمیر

۱۵ر جون کو سری نگر میں بزم اردو کشمیر نے ایک جلسہ کیا تھا جس کے لئے جناب آل احمد سرور جنرل سکریٹری نے حسب ذیل پیام تار سے بھیجا ہے:-

"کشمیر پر اردو کا حق مسلم ہے۔ اس جائز حق کو منوانے کی کوشش میں انجمن آپ کے ساتھ ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ کامیاب ہوں گے۔"

اٹاوہ

محمد ابرار حسین فاروقی جوائنٹ سکریٹری اسلامیہ کالج اٹاوہ اطلاع دیتے ہیں کہ:-

یہ ورکنگ کمیٹی کا یہ خاص جلسہ قاضی عبدالغفار صاحب کی وفات پر اپنے رنج و ملال کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم نے جس خوبی اور ہمہ تن توجہ سے بہ حیثیت ادیب اور اخبار نویس اردو کی خدمات انجام دیں۔ وہ آب زر سے لکھی جانے کے قابل ہیں۔ مرحوم نے اپنی زندگی کو قومی اور ادبی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا اور جس کو وہ زندگی کے آخری لمحات تک انجام دیتے رہے۔ خدا مرحوم کو غریق رحمت فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ناگور

حافظ عبدالقیوم عوری سکریٹری انجمن ترقی اردو ناگور اطلاع دیتے ہیں کہ:-

۱۰ر جون ۵۶ء (بذریعہ ڈاک) انجمن ترقی اردو ناگور کے زیر اہتمام کل تعلیم بالغان کے شبینہ مکتب کا آغاز جناب حیات اللہ صاحب انصاری کے طریقہ تعلیم کے مدرس جناب ماسٹر اعجاز حسین صاحب نے کیا۔ طالب علموں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ لیکن شب میں جماعت کے لئے صرف بیس طلبا داخل کئے گئے۔ تعلیم سے دلچسپی رکھنے والے شہر کے بہت سے حضرات نے شرکت کی اور از اول تا آخر طریقہ تعلیم کو بغور دیکھا۔ اس تعلیم میں بلا تفریق مذہب و ملت اہل ناگور دلچسپی لے رہے ہیں اور ہر کلاس میں کافی تعداد غیر مسلموں کی بھی ہے۔ ضلع ناگور جمعیۃ کے صدر الحاج مولانا رحیم بخش صاحب ذوق نے اپنی دکان کے بالائی دو کمرے اس تعلیمی سرگرمی کے لئے وقف کر رکھے ہیں جہاں صبح سے رات کے گیارہ بجے تک برابر اردو پڑھنا لکھنا جاری ہے اور یہاں اردو کا ہجوم لگا رہتا ہے۔ ۱۸ر جون کی رات کو ایک تعارفی جلسہ بھی جناب وکیل رشید احمد صاحب صدر انجمن ترقی اردو ناگور کی صدارت میں ہوا۔

شاخ اترپردیش کی مجلس عاملہ کا جلسہ

ریاستی شاخ اترپردیش کی مجلس عاملہ کا ایک جلسہ ۲۴۔ جون سنہ۵۶ء کو دفتر انجمن نظیرباغ میں ہوا۔ باہر سے علاوہ جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو ہند کے کانپور، بنارس، گورکھپور اور الہ آباد کے بھی نمائندے شریک تھے۔ ایک نشست کی صدارت پروفیسر آل احمد سرور نے اور دوسرے کی پروفیسر مسعود حسن رضوی نے فرمائی۔

جناب حیات اللہ انصاری سکریٹری ریاستی شاخ یوپی نے اپنی رپورٹ میں بتایا کہ آٹھ ضلعوں میں اسکولی مہم شروع کی گئی تھی جس کے نتیجے کے طور پر ستر ہزار طلبا ابتدائی درجوں میں اردو کے ذریعے سے تعلیم پا رہے ہیں۔ فیصلہ کیا گیا کہ امسال ان آٹھ ضلعوں میں کام کو مستحکم کیا جائے اور چار نئے ضلعوں میں بھی یہ مہم شروع کی جائے۔

آڈیٹر کی رپورٹ حسابات کے متعلق پیش ہو کر منظور ہوئی۔ قاضی عدیل عباسی، قاضی مختار احمد اور عبدالحمید صاحب بنارس کی تجاویز پر غور ہوا۔ کئی گھنٹے کی گفتگو کے بعد یہ قرار پایا کہ انجمن کی عوامی بنیاد کو مضبوط کرنے کے لئے ممبر سازی کی جائے۔ اور جولائی میں اردو ہفتہ منایا جائے۔

پارلیمنٹ کے ممبروں سے ملنے کے لئے صدر مرکزی انجمن اور جنرل سکریٹری مرکزی انجمن کے ساتھ حیات اللہ انصاری صاحب اور قاضی عدیل عباسی صاحب شروع جولائی میں دہلی جائیں۔ ایس۔ آر۔ سی کمیشن کی سفارشات پر غور کرنے کے لئے جو سیلکٹ کمیٹی مقرر ہوئی ہے اس کے ممبروں سے مل کر انہیں اردو کا کیس سمجھایا جائے۔ دہلی میں انجمن کا ایک عارضی دفتر کھولا جائے نیز مرکزی انجمن کا ایک وفد پھر صدر سے، وزیر اعظم وزیر تعلیم اور وزیر داخلہ سے مل کر ہمارے مطالبات کی تجدید کرے اور جلد سے جلد علاقائی زبان کے متعلق فیصلہ حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

یہ بھی طے پایا ہے کہ اخبار "ہمارا اردو" اگست یا ستمبر تک جاری رہے تاکہ اسکولی مہم اور اردو ہفتہ کے لئے مفید ہو سکے۔ اس کے بعد بند کر دیا جائے۔ اور مرکز سے درخواست کی جائے کہ ہماری زبان کو ہفتہ وار کر دیا جائے اور اس کے صفحات بڑھا کر اس میں یوپی کی خبریں بالالتزام دی جائیں۔

سکریٹری نے اطلاع دی کہ کلکتے میں یوپی کے اردو دوستوں نے ریاستی شاخ کے لئے جو چندہ دیا تھا اس کی مجموعی رقم اخراجات نکالنے کے بعد دو ہزار روپے کے قریب ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں سید احمد صاحب اکبرآبادی اور ان کے رفقا کا شکریہ ادا کیا گیا

طے پایا کہ بنارس کی مقامی شاخ اردو کو میونسپل بورڈ کے اسکولوں میں رائج کرنے کے لئے جو مقدمہ لڑ رہی ہے اس کے لئے قانونی مشورے کے لئے کچھ اخراجات ریاستی شاخ اپنے ذمے لے لے

انجمن کے جو مطالبات صدر کی خدمت میں پیش ہوں ان کے سلسلے میں قانونی مشورہ جلد سے جلد حاصل کر لیا جائے تاکہ مطالبات کی منظوری میں آسانی ہو۔

ریاستی شاخ کا سالانہ بجٹ بھی پیش ہو کر منظور ہوا۔ (نامہ نگار)

اُردو کی خبریں

یونیورسٹی اردو ٹیچرس ایسوسی ایشن کا قیام

۲۲ مئی [illegible] کو حیدرآباد میں عثمانیہ یونیورسٹی، علی گڑھ یونیورسٹی دہلی یونیورسٹی، بمبئی یونیورسٹی، جامعہ ملیہ دہلی اور مدراس یونیورسٹی کے اردو کے استادوں کا ایک جلسہ ڈاکٹر محی الدین قادری زورؔ کے مکان پر ہوا۔ جلسے کے داعی پروفیسر عبد القادر سروری صدر شعبۂ اردو جامعہ عثمانیہ تھے۔

پروفیسر آل احمد سرور، ڈاکٹر محی الدین قادری زورؔ ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی، قیصر حسین زیدی، پروفیسر مدن موہن کالیا، جناب سید محمد، جناب محمد بن عمر، زینت ساجدہ، ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ اور حیدرآباد، آندھرا، پونا اور بمبئی کے متعدد اساتذہ شریک تھے۔

پروفیسر عبد القادر سروری نے جلسے کی غایت بیان کی اور ہندوستان کی تمام یونیورسٹیوں کے اردو اساتذہ کی ایک انجمن کے قیام پر زور دیا۔

متفقہ طور پر یہ طے ہوا کہ ایک انجمن (انجمن اساتذہ جامعات ہند (یونیورسٹی اردو ٹیچرس ایسوسی ایشن) قائم کی جائے جس کے ذریعے سے ہندوستان کی تمام یونیورسٹیوں میں اردو کے منصب۔ اس کی تعلیم، تدریس، معیار، نصاب اور اساتذہ کے حقوق کی نگرانی کی جا سکے۔

پروفیسر سروری نے انجمن کا ایک دستور العمل پیش کیا جو جزوی ترمیمات کے بعد منظور ہوا۔ پروفیسر آل احمد سرورؔ نے تجویز پیش کی کہ فی الحال انجمن کا ایک صدر، ایک سکریٹری اور ایک جوائنٹ سکریٹری مقرر کیا جائے۔ اور ایک مجلس منتظمہ بنائی جائے جو تمام یونیورسٹیوں کے نمائندوں پر مشتمل ہو اور یہ ساری کارروائی اکتوبر کی عام کانفرنس میں بغرض توثیق پیش ہو۔ یہ تجویز متفقہ طور پر منظور ہوئی حسب ذیل عہدہ داروں کا عارضی طور پر انتخاب ہوا۔

صدر:۔ پروفیسر رشید احمد صدیقی۔ صدر شعبہ اردو، علی گڑھ یونیورسٹی

سکریٹری:۔ پروفیسر عبد القادر سروری۔ صدر شعبہ اُردو عثمانیہ یونیورسٹی

جوائنٹ سکریٹری:۔ ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی، ریڈر شعبہ اردو دہلی یونیورسٹی۔

جوائنٹ سکریٹری کو انجمن کے خبرنامے (بلیٹن) کا ایڈیٹر بھی مقرر کیا گیا۔ پروفیسر سروری تمام یونیورسٹیوں کے اردو اساتذہ سے خط و کتابت کرنے اور ممبر بنانے کے مجاز قرار دیے گئے۔

یہ بھی طے ہوا کہ انجمن کا جلسہ علی گڑھ میں انجمن ترقی اردو ہند کی آل انڈیا اردو کانفرنس کے ساتھ اکتوبر میں منعقد کیا جائے۔

اُردو کا مستقبل

مولانا مسعود احمد ایم ایل اے یوپی نے جو مولود علی گڑھ سے رتلام کے کامیاب طلبہ کے جلسۂ تقسیم اسناد کے خطبۂ صدارت میں فرمایا:۔

اردو کی اہمیت اور ضرورت تنگ نظر مخالفین سے بھی ایک دن اپنا لوہا منوالے گی۔ حامیان اردو مخالفت کی پروا کیے بغیر زبان و ادب کی تعمیری خدمات جاری رکھیں۔ اردو ہمارے سارے ملک کی زبان ہے۔ اردو کی ہمہ گیری اس کے روشن مستقبل کی علامت ہے۔

آپ نے کہا ہندوستانی قوم مردہ پرست واقع ہوئی ہے۔ ہر چیز مٹ جانے کے بعد اس کی اہمیت کی بنا پر اس ملک میں اپنائی جاتی رہی ہے۔ جیسے سنسکرت پہلے ہم ہی نے اس کو چند افراد تک محدود کر کے ختم کر دیا۔ اور اب پھر اسے اپنانے کی سعی کر رہے ہیں۔

پنجابی زون میں اُردوُ

وزیر اعلیٰ پنجاب سردار پرتاب سنگھ کیروں نے اعلان کیا ہے کہ پنجابی زون میں اگر سرکاری دفتروں سے ہندی یا اردو میں خط کتابت کی گئی تو ان کا جواب بھی ہندی اور اردو میں دیا جائے گا۔ یعنی پنجابی زبان کے بعد ہندی اور اردو نظر انداز نہیں کی جائے گی۔ ناامیدی میں امید کی یہ کرن بھی غنیمت ہے بشرطیکہ اس پر عمل بھی ہو۔ اگر اس اعلان پر چند روز عمل ہوا اور اردو نظر انداز کر دی گئی تو بہتر یہ ہے کہ اس خوش خبری سے صاف ہی رکھا جائے۔ جہاں تک ہندی کا تعلق ہے اس کی

سرکاری حیثیت تو بہرحال باقی ہی رہتی ہے۔ سوال تو اردو کا ہے جسے ابھی تک علاقائی حیثیت بھی نہیں دی گئی۔ کاش پنجابی زون یوپی سے زیادہ فراخ دل اور عالی ظرف ثابت ہو اور اردو کے لئے وہ ایک بہتر نمونہ قائم کر سکے۔

(الجمعیۃ دہلی)

اُردو کے ساتھ انصاف کیجئے

یونین گورنمنٹ کے وزیر داخلہ مسٹر گوبند بلبھ پنت نے چندی گڑھ کی پریس کانفرنس میں زبان کے مسئلے پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"زبان کا مسئلہ اور جھگڑا غیر حقیقی ہے، کیونکہ جو لوگ ہندی کے زبردست حامی ہیں وہ اپنے اخبار اردو میں نکالتے ہیں۔"

بجا فرمایا، اگر ہمت کر کے اردو ہندی کا مقابلہ کیا گیا تو اسی ہمت سے کام لے کر اردو کے ساتھ انصاف بھی کرنا چاہئے۔ ہندی کے حامی اور ہندی بھی وہ جو سرکاری زبان ہے۔ اگر اردو میں اخبار نکال رہے ہیں تو یہ ایک زبردست اشارہ ہے کہ ایسی زندہ زبان کو مارنا اور اس کے حق کو قبول نہ کرنا بہت بڑی ناانصافی اور بہت بڑی عدم رواداری ہے جس کی مذمت وزیر داخلہ فرما رہے ہیں اگر وہ خود اردو کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتے تو قدرت ان کے ساتھ بھی انصاف نہیں کرے گی اور ناانصافی کا یہ پھوڑا کبھی رسم خط کی بغل میں پیدا ہوگا، کبھی لسانی اختلافات کے سینہ میں، کبھی صوبہ پرستی اور ذات پرستی کی ران میں، ناانصافی کا سبق اوپر سے ملتا ہے اور اس کے ندی نالے زندگی کی کشت زار میں پھیل کر طوفانی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ انصاف کرو۔ انصاف خواہ اردو کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو، اس کے بعد عدم رواداری کا شکوہ اچھا معلوم ہوگا

(الجمعیۃ دہلی)

سوچو اور سمجھو

موقر روز نامہ سنسار دہلی اپنے ۱۷ جون کے اداریہ میں ایک جگہ لکھتا ہے:۔

زبان کے مسئلے پر ایک بار پھر پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنے خیالات کا اظہار بڑی صفائی سے کر دیا ہے۔ جہاں وہ گورمکھی کو علاقائی زبان قرار دینے کے حق میں ہیں وہیں انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ پنجاب کو چاہئے کہ اردو کو نظر انداز نہ کرے پنڈت جی اس سے پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ ان اخباروں کی پوزیشن مضحکہ خیز ہے جو اردو میں شائع ہوتے ہیں اور اردو کی مخالفت کرتے ہیں یہ وہی مثل ہے کہ جس تھیلی میں کھائیں اسی میں چھید کریں۔

پنجاب اور تلنگانہ میں اُردو

وزیر اعظم مسٹر نہرو نے رہتک میں اردو کے تعلق سے جو تقریر کی ہے۔ حامیان اردو اس پر مسرت اور تشکر کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ وزیر اعظم کا یہ اعلان کہ پنجاب اور تلنگانہ میں اردو کو خصوصی موقف دیا گیا ہے صرف حامیان اردو ہی کے لئے اطمینان بخش نہیں ہے بلکہ وہ طبقات جو مشترکہ کلچر پر ایمان رکھتے ہیں، اور جو دو زبانی صوبوں کے موید ہیں اس اعلان کا خیر مقدم کریں گے۔ چونکہ پنجاب میں اور حیدرآباد میں اردو کا عام استعمال ہوتا ہے اور لسانی صوبوں کی وجہ سے اس زبان کو نکال باہر نہیں کیا جا سکتا۔

حیدرآباد میں اردو کے تعلق سے حیدرآباد اور آندھرا کے چیف منسٹروں نے اردو کے تحفظ کا بارہا یقین دلایا ہے لیکن اب وزیر اعظم کی رہتک والی تقریر کے اس جملہ سے کہ پنجاب اور تلنگانہ میں اردو کو اہمیت حاصل رہے گی، یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ نئے صوبہ آندھرا میں تلگو کے ساتھ اردو کا مقام بھی متعین ہوگا، اور ایک طرح سے نیا صوبہ آندھرا، ہندوستان کی ایک اہم زبان اردو کو تلگو کے بعد دوسری زبان کی حیثیت سے استعمال کرے گا۔ اس سے صرف اردو ہی کے ساتھ انصاف نہیں ہوگا بلکہ دوسرے صوبوں میں دوسری بڑی زبان کو تسلیم کرنے کے لئے ایک نظیر بھی قائم ہوگی اور لسانی تعصب کو سر اٹھانے کا موقع نہیں ملے گا۔ وزیر اعظم کی تقریر کے بعد یہ امید اور توقع بندھتی ہے کہ حیدرآباد کی صوبائی تنظیم جدید میں اردو داں ملازمین کو ان کی صرف اردو سے واقفیت ان کے لئے نئی مشکلات کا سبب نہیں بنیں گی اور نئے صوبہ میں بھی اردو دانوں کا موقف محفوظ رہے گی۔

(سیاست حیدرآباد)

انجمن سے متعلق خط کتابت جنرل سکریٹری کے نام کیجئے

آل انڈیا انٹر یونیورسٹی اردو مقابلہ ۵۸ء

دہلی یونیورسٹی کی بزم ادب ہندوستان کے تمام کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طالب علموں کو مندرجہ ذیل عنوان پر مضمون لکھنے کی دعوت دیتی ہے :۔

"آزادی کے بعد ہندوستان کا اردو ادب"

(۱) مقالہ کم سے کم فل اسکیپ کے ۲۰ صفحوں پر پھیلا ہوا ہو اور نہایت خوش خط، صفحے کے ایک طرف لکھا جائے۔ ہر صفحہ پر تقریباً ۲۰۰ الفاظ ہوں۔ مضمون کے آخر میں ایک مکمل تنقیدی بیلوگرافی ضرور شامل ہو۔

(۲) تمام مضامین شعبۂ اردو یا ادارے کے معرفت ۳۰ اکتوبر ۵۸ء تک ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی صدر بزم ادب دہلی یونیورسٹی دہلی ۸ کے نام پہنچ جانا چاہئیں۔

(۳) بہترین مقالہ نگار کو "ایک طلائی تمغہ" انعام میں دیا جائے گا۔

(۴) بہترین مضمون کا انتخاب یونیورسٹیوں کے استادوں کا ایک بورڈ کرے گا۔ جس کا فیصلہ قطعی اور آخری سمجھا جائے گا

(۵) مقابلہ میں شرکت کی اطلاع ۳۰ ستمبر ۵۸ء تک آنا ضروری ہے۔

(۶) تمام مضامین دہلی یونیورسٹی کی ملکیت ہوں گے۔

خلیق احمد متعلم ایم۔ اے
سکریٹری بزم ادب

لسانی سامراج

موقر روزنامہ قومی آواز لکھنؤ اپنے ۱۲ جون کے اداریے کے آخری حصے میں لکھتا ہے :۔

"جواہر لال جی کئی موقعوں پر کہہ چکے ہیں کہ یہ عجیب بات ہے کہ پنجابی اور ہندی کا جھگڑا جو پنجاب میں دس سال سے چل رہا ہے وہ سب کا سب اردو میں چلتا ہے۔ یہی ابھی حال میں پنت جی نے بھی کہا تھا۔ اب ذرا دیکھیے کہ جو لوگ پنجابی کے لئے انصاف چاہتے ہیں وہ خود اردو کے ساتھ انصاف برتنے کو تیار نہیں ہیں اور جو لوگ شکایت کرتے ہیں کہ انگریزی دور میں ہندی کے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا وہ اب اردو کے ساتھ بے انصافی کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

ہندوستان میں جو تامل بولنے والے ہیں ان کی ساری ہمدردیاں لنکا کے تامل بولنے والوں کی طرف ہیں، لیکن سنا جاتا ہے کہ جنوبی ہند میں تیلگو بولنے والوں کو شکایت ہے کہ تامل بولنے والے تیلگو بولنے والوں سے انصاف نہیں کرتے ہیں۔

اردو کے لئے جو لوگ لڑ رہے ہیں اُن کو ان باتوں کی طرف نظر رکھنا چاہئے کہ اس لڑائی میں نہ معاملہ کسی فرقے کا ہے اور نہ ہندستان کی کسی خاص ذہنیت کا۔ یہ لڑائی تو ایک خاص ذہنیت کے خلاف ہے جسے سامراج نے پیدا کیا ہے جو ہندستان سے لے کر پاکستان اور لنکا تک چھائی ہوئی ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب سیاسی سامراج ختم ہوا ہے تو اس کی پیدا کی ہوئی ذہنیت بھی ختم ہوگی۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے کہ جتنا سخت جان سامراج ثابت ہوا ہے اتنی سخت جان یہ بھی ثابت ہوگی۔"

کشمیر میں اُردو

"اردو زبان کا ذکر کرتے ہوئے بخشی غلام محمد (وزیر اعظم کشمیر) نے کہا کہ اردو بدستور کشمیر کی سرکاری زبان رہے گی۔ اردو ہندستان کی اسی طرح ایک قومی زبان ہے جس طرح ہندی ہے"

(سنسار دہلی)

ضروری گزارش

براہ مہربانی انجمن سے متعلق جملہ خط و کتابت اور ارسال زر جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ کے پتے پر فرمائیے۔

بعض خطوں پر منصب کے بجائے نام لکھا ہوتا ہے ایسے خطوں کی تعمیل میں مختلف وجوہ سے دیر ہو جاتی ہے۔ جس کے نام خط لکھا گیا ہے اگر وہ کارکن چھٹی پر ہے، بیمار ہو، دورے پر ہو یا عدم موجودگی کی کوئی اور صورت ہو تو وہ ڈاک کھلتی نہیں اور اہم خطوں کا جواب بروقت نہیں دیا جا سکتا۔ اس لئے سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ ہمیشہ اپنے خط جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ کے پتے پر بھیجئے۔

قاضی عدیل عباسی کی اپیل

خدمت گزاران اردو کی صف کے ایک رضاکار کی حیثیت سے میں تمام ہندوستان کے محبان اردو سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ قاضی عبدالغفار صاحب مرحوم کی تحریک کو وقت کی ضرورت و نزاکت کا اندازہ کرکے اپنے ہاتھ میں لیں اور آگے چلائیں۔ اردو کی آج صرف قانونی دستوری پوزیشن نہ ہونے کی وجہ سے جس جس طرح اسے مٹایا اور برباد کیا جا رہا ہے۔ اس کے بیان کرنے کی لئے ایک کتاب لکھنے کی ضرورت ہے جن لوگوں نے ایک عشر دقیقہ بھی حالات کو سمجھنے اور سوچنے کے لئے یا اس کی خدمت میں صرف کیا ہے ان کو ان تمام باتوں کا علم ہے اور یہ سب باتیں بار بار کہہ کر منظر عام پر آچکی ہیں۔ اب یہ آخری وقت ہے اگر صوبائی حد بندی کمیشن کی رپورٹ بھی جو بل کی شکل میں پارلیمنٹ میں آچکی ہے اردو کو بلا کوئی حق دلائے پاس ہوگئی تو آئینی جدوجہد کے سب دروازے بند ہو جائیں گے۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ اسے آخری لڑائی تصور کرکے تمام بہی خواہان اردو کو فوراً ایک زبردست جدوجہد کا آغاز کر دینا چاہئے جو میں نے اپنے خط میں درج کیا ہے۔ میں بہت پر امید ہوں کہ اردو کا مقدمہ اگر صحیح طور پر پارلیمنٹ میں پیش کیا گیا تو صوبائی حد بندی کمیشن کے قانون میں اردو کے لئے ایسی گنجائش نکل آئے گی جس سے اس کی حیثیت دستوری طور پر تسلیم ہو جائے گی اور حکومت ہند مطالبہ کی حقانیت کو تسلیم کرکے صدر جمہوریہ کو مشورہ دے گی کہ وہ آرٹیکل ۳۴۷ کی رو سے اردو کو صوبہ یوپی کی علاقائی زبان ان اغراض کے لئے تسلیم کرے جو ہمارے مطالبات میں درج ہے اور دوسرے صوبوں میں بھی اردو کی پوزیشن تسلیم ہو جائے گی۔ افسوس ہے کہ وقت کم رہ گیا ہے لیکن اگر ہم تیزی سے کام کریں گے تو اب بھی اتنا وقت ہے کہ ہم اپنے مقصد کو حاصل کر لیں گے میں تمام شعراء و ادباء بہی خواہان و محبان اردو سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ خدمت کے لئے آمادہ ہوں میں تمام مرفہ الحال حضرات سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس کا اندازہ کریں کہ آج اردو کی خدمت سے بڑھ کر کوئی خدمت کسی قسم کی نہیں ہے اور اس کے آخری وقت میں وہ دل کھول کر چندہ دیں اور صرف چندہ نہ دیں بلکہ خالی چک پر دستخط کرکے حوالے کر دیں تاکہ سرمایہ کی کمی سے اس تحریک کو نقصان نہ پہونچنے پائے۔ میری استدعا ہے کہ ایک کنونشن تمام مکاتیب خیال کا جیسا کہ قاضی صاحب مرحوم نے تجویز پیش کی تھی فوراً بلایا جائے اور اس کام کے لئے لکھنؤ کانپور، الہ آباد، بنارس کہیں کے لوگ آمادہ ہو سکتے ہیں اور جو پہلے میدان میں آجائے اسی کی دعوت پر سب لوگ اکٹھا ہو جائیں اور تبادلہ خیالات کے بعد دلی میں دفتر بنا کر اور سرمایہ اکٹھا کرکے تیزی سے کام شروع کر دیا جائے۔ ہمیں اردو کو زندہ رکھنا ہے۔ ایک عرصے سے ہم آئینی جدوجہد کر رہے ہیں اور آئینی جدوجہد کی اس آخری منزل پر ہمیں آخری کوشش کرنی ہے میرے خیال میں کامیابی یقینی ہے اور اگر ضد اور تعصب نے حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی تو ہماری یہ آخری جدوجہد کوئی بڑا قدم اٹھانے میں ہماری ممد و معاون ثابت ہوگی، بہرحال ہم کو آمادہ ہونا ہے اور یہ آخری عزم کرنا ہے کہ ہم اردو کو کسی حال میں مٹنے نہ دیں گے۔ اردو کی خدمت ملک و قوم کی خدمت ہے، جمہوریت کی خدمت ہے۔ رجعت پسند اور تنگ نظری سے جنگ ہے۔

(باقی صفحہ کالم ایک کے نیچے)

نیا دور

اک معدنِ زر ہے نئے انسان کی تقدیر
اے زرگر تقدیر! دکان اپنی بڑھا دے
ادراکِ حقائق سے مسلح ہے نیا ذہن
اے لشکرِ اوہام! علم اپنے گرا دے
اک مشعلِ شب تاب ہے ہر ذرۂ خاکی
اے تاروں بھری رات! دیئے اپنے بجھا دے
کیا کہئے اب اس عالمِ پستی کے فضائل
اے بامِ فلک افلاک! فضیلت کو بھلا دے
امکانِ بلندی کی کوئی حد ہی نہیں ہے
اے کنگرۂ عرش! سرِ عجز جھکا دے

اب خلد بریں ہے تو یہی اپنی زمیں ہے
مسجودِ زمیں ہے تو یہی اپنی زمیں ہے

(اختر انصاری)

بزم اردو کشمیر کا جلسہ

۱۵ رجون کو اکبر جے پوری صاحب سکریٹری بزم اردو کے ساتھیوں کی کوشش سے سری نگر میں ایک اہم جلسہ ہوا جس کی کئی کامیاب نشستیں ہوئیں اور رات کے ۱۱½ بجے یہ یادگار جلسہ ختم ہوا۔

حاضرین میں آنریبل جناب اسپیکر اسمبلی، حکومت سکریٹری صاحبان، لسانی کمیشن کے سات ممبر، کئی بیرونی ملاح افسران تعلیم، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، ممبران اسمبلی و پارلیمنٹ، پروفیسر مدرسین، طلبہ، شعراء اور ایک بڑی تعداد ادب دوست حضرات اور عوام کی تھی۔ جلسوں کا پروگرام یہ تھا۔

پہلی نشست

بہ صدارت جناب ضیاء بدایونی صاحب مسلم یونیورسٹی

بزم اردو کا تعارف۔ سید محمد امین اندرابی۔ جامعہ اردو علی گڑھ کا تعارف۔ اکبر جے پوری صاحب۔ تقسیم اسناد صدر محترم۔ بزم اردو کی کارروائی، غلام جیلانی صاحب۔ بزم اردو کے مطالبات، محمد یوسف راجہ۔ اردو زبان اور لسانی کمیشن (تقریر) شمیم احمد صاحب شمیم۔ کشمیر اور اردو زبان، راؤ پیتم صاحب۔ صدارتی تقریر پر جلسے کا خاتمہ ہوا۔

دوسری نشست

صدارت جناب صالحہ عابد حسین صاحبہ (جامعہ ملیہ)

افتتاحی تقریر، صدر محترمہ۔ لسانی کمیشن کا استقبال، اکبر جے پوری صاحب۔ اردو زبان (نظم) عبدالمجید صاحب۔ اردو کی اہمیت (تقریر)، اکبر جے پوری۔

مشاعرہ میں جن شعرائے کرام نے شرکت فرمائی اُن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔ پروفیسر حامدی، جناب ڈنکر صاحب ممبر لسانی کمیشن۔ پروفیسر ظہیر صدیقی دہلی کالج۔ پروفیسر ضیاء بدایونی علی گڑھ۔ شوریدہ ایم۔ اے (شوپیان)۔ نازکی، برق کمال محمد تقی آل انڈیا ریڈیو۔ جاوید ایم اے۔ خضر مغربی۔ ملا محمد یعقوب خان درد۔ پروفیسر رحمان راہی کشمیری۔ تعلیم ا سلطان الحق شہیدی۔ امر ناتھ وکی۔ اکبر جے پوری۔ مظفر عازم تنہا انصاری۔ افسر کوہستانی۔ فاضل کشمیری، سید محمد رضوی صادق علی اسیر۔ مقصود احمد حزیں۔ آخر میں اکبر جے پوری صاحب نے سب کا شکریہ ادا کیا۔

تقریروں کا خلاصہ

جناب ضیاء احمد بدایونی نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ میں آج کشمیر میں وہ زبان سن رہا ہوں جو دہلی اور آگرہ کی محفل ادب کا فخر ہے۔ مجھے جامعہ اردو کی کارکردگیوں کا حال معلوم کر کے بیحد خوشی ہوئی۔ آج یہاں ہزاروں ادب دوست حضرات اور خواتین لسانی کمیشن کے سامنے اپنے مطالبات اور معروضات پیش کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ کشمیر کا اردو ادب پر ہمیشہ رہنے والا احسان ہے اور مجھے علی گڑھ سے ۱۲۰۰ میل کی دوری پر اردو کے خدمت گزاروں کی مجلس کی صدارت پر احساس فخر ہے۔ یہاں جامعہ کے خاموش اور مستقل مزاج کارکنوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ یہاں کی یونیورسٹی نے ان امتحانات کو تسلیم کر لیا ہے یہ اردو کے لئے بہت اچھی مثال ہے۔

جناب صالحہ عابد حسین صاحبہ نے تقریر صدارت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

اردو کی اہمیت، عروج ترقی اور عالمگیر حیثیت، اردو کی وسعت، تنوع اور ہر دلعزیزی۔ ہندوستان کے دو سو سالہ کلچر اور تہذیب کی نشانی ہے، علم و حکمت، ادب اور فنون کا خزانہ ہے۔ ہندو مسلم اتحاد کی شیریں یادگار اور لافانی شاہکار ہے۔ زندۂ جاوید ادیب اور شاعر، مرد اور عورتوں کا حصہ عام فہم اور عام پسند۔ اردو کسی کے مٹانے سے مٹ نہیں سکتی۔ بھارت کی سرکاری زبان ہندی ہی کیوں نہ ہو لیکن ۳۲ کروڑ نفوس کی زبان بدلی نہیں جا سکتی۔ کشمیر میں اردو سرکاری زبان ہے اور اس کا درجہ کم نہیں ہو سکتا۔ آپ نے اقبال چکبست۔ انیس اور حالی کے سلیس اور عام اشعار اور غالب کے سادہ مگر پر معنی اشعار کو سنا کر بتایا کہ جس زبان میں ایسا جنگ ہے اور ملک کو آگے بڑھانے والا قدم ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو ہندوستان کے وزیر اعظم ہیں۔ اردو کے متعلق ان کی تقریریں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ اور یہ ناممکن ہے کہ پنڈت جی کے راج میں اردو کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ لیکن اگر ہم نے غفلت و سہل انگاری سے کام لیا تو ہم خود اردو کے قاتل ہوں گے۔

بیا تا گل بیفشانیم و مے در ساغر اندازیم
فلک را سقف بشگافیم و طرح دیگر اندازیم

واد موجود ہے وہ دنیا کی سب سے ترقی یافتہ زبان ہے اور
ی فنا نہیں ہو سکتی۔

ٹھاکر راوتیم چند نے اپنی تقریر میں فرمایا۔

ردو راس کماری سے تبت تک اور بنگال سے کاٹھیاواڑ
ب بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ کشمیر اردو کا گہوارہ اور اردو کا
طن ہے۔ آنند نرائن ملا، برج نرائن چکبست، دیاشنکر نسیم
ن ناتھ سرشار۔ کیفی اور اقبال کا وطن کشمیر ہے سرسید کشمیری
ے اور جواہر لال کشمیری ہیں۔ کشمیر علم و ادب کا مرکز رہا ہے
ر نادم، تنہا، طالب، شیدا، نازکی، عارف جیسے ادیب
جود ہیں۔ کشمیر کے تمام اخبارات اردو میں شائع ہوتے
ں۔ کشمیر کے سو فیصدی غیر مسلم اردو پڑھے ہوئے ہیں۔

سید محمد اکبر جے پوری سکریٹری بزم اردو کشمیر نے
یا:۔ لسانی کمیشن کا مقصد اگر اردو کو مٹا کر ہندی کو لانا
ے تو مجھے افسوس ہے کہ وہ اس مقصد میں کبھی کامیاب
یں ہو سکتے لیکن اگر وہ ہندی کو جو حکومت ہند کی تسلیم شدہ
ی زبان ہے انگریزی کی جگہ دینا چاہیں تو ہمیں اعتراض
ں۔ اردو ہندی کی رقیب نہیں۔ یہاں مادری زبانیں تین
۔ بودھی، ڈوگری اور کشمیری۔ لیکن اردو بین الاقوامی زبان
۔ سرکاری اور آئینی زبان ہے اور عوامی زبان ہے اور
ذریعہ تعلیم ہے۔ حکومت ہند نے اردو کو ۱۴ صوبائی زبانوں
تسلیم کیا ہے۔ لیکن اس کا کوئی صوبہ اور مقام مقرر نہیں
ت کشمیر ہی وہ مقام ہے جہاں اردو زبان آئینی حیثیت
نہ صرف برقرار رہ سکتی ہے بلکہ پھل پھول سکتی ہے اور
پا سکتی ہے اس لئے میں بزم اردو کی طرف سے لسانی
ن کے معزز اراکین کی خدمت میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں
ریاست جموں و کشمیر کو اردو کا صوبہ قرار دے اور
طرح بنگالی بنگال کے لئے تامل مدراس کے لئے پنجابی پنجاب
ے تسلیم کی گئی ہے اردو زبان کو کشمیر کے لئے تسلیم کر لیا جائے۔

جناب دنکر صاحب ممبر لسانی کمیشن نے فرمایا:۔

و اور ہندی کا آپس میں بیر نہیں ہندی بھارت کی راجیہ بھاشا
لیکن اردو بھی بھارت کی زبان ہے۔ مہاتما گاندھی کی زبان
۔ آپ کی میری زبان ہے ہم کشمیر میں اردو کو مٹانے
لئے نہیں آئے۔ ہم تو مل جل کر یہ سوچنا چاہتے ہیں کہ
لوگ ہندی کس طرح سیکھیں گے اور ہم معلوم کرنا چاہتے
کہ آپ بھارت کی چودہ علاقائی زبانوں میں سے کون
سی زبان کو اپنانا چاہتے ہیں تو معلوم ہوا کہ آپ اردو کے
چاہنے والے ہیں اردو آپ کی زبان رہے گی۔

ایک دوسرے ممبر سرکاری لسانی کمیشن نے اپنی تقریر
میں کہا:۔

بزم اردو نے جو مطالبات اور خدشے ظاہر کئے اس
کا تعلق یہاں کی مقامی حکومت سے ہے۔ ہم اردو کو ختم کرنے
کی سفارش نہیں کر رہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہر صوبہ اور ہر ریاست
اپنی اپنی زبانوں کو ترقی دے لیکن بھارت کی راجیہ بھاشا ہندی
کو بھی اپنائے اسی میں حکومت اور عوام کا بھلا ہے۔ یہاں
کی کشمیری یا ڈوگری زبان ریاست کی علاقائی زبان ہے لیکن
ریاست کی مرکزی حکومت پر اردو ہی کا نام شامل ہوگا۔

ایک اور ممبر سرکاری لسانی کمیشن نے فرمایا کہ:۔

میں آپ کے جلسے کی کارروائی اور ذوق شوق دیکھ کر
بہت خوش ہوا۔ مجھے اچھی طرح احساس ہوا ہے کہ ریاست
میں اردو کس قدر مقبول اور پسند ہے۔ ہندوستان میں بھی
اردو کو مناسب درجہ دیا گیا ہے۔ اور کشمیر سے اردو کو کوئی
نہیں ہٹا سکتا۔ میں نے یہاں اردو بولنے والے اردو لکھنے
والے اور اردو کے اچھے شاعر دیکھے اور مجھے یقین ہے کہ
اردو ریاست میں ہمیشہ زندہ رہے گی۔

انجمن کی کتابیں

اردو ہندی ڈکشنری

انجمن نے چھ سال کی مسلسل محنت اور ماہرین لسانیات کی مدد سے یہ لغت تیار کی ہے۔
اس لغت میں دس ہزار سے زاید الفاظ سے بیس ہزار کے قریب مترادفات کا انتخاب کیا گیا ہے
ہندی لفظوں کے صحیح تلفظ کی وضاحت کے لئے ہر لفظ کا تلفظ رومن رسم خط میں بھی لکھا گیا ہے۔

قیمت /۲۰ روپے

چند اہم کتابیں

(۱) ایک مشرقی کتب خانہ — مبارز الدین رفعت — قیمت /۳ روپے
(۲) اسلامی فن تعمیر — " — /۶ "
(۳) کچھ زری بابت — ابو سالم — ۴/۸ "
(۴) لسانیات کے اصول — پروفیسر ہارون خاں شروانی
(تین حصے) حصہ اول ۱/۴ حصہ دوم ۱/۴ حصہ سوم ایک روپیہ
(۵) باپو کے قدموں میں — ڈاکٹر راجندر پرشاد — مکمل سٹ /۱۵ روپے
(۶) قومی تہذیب کا مسئلہ — ڈاکٹر عابد حسین — ۵/۸ "

شعرا کے انتخابی سلسلے کی ۶ کتابیں

(۱)	مجاز	قیمت	۱۲ آنے
(۲)	فیض	"	۱۲ "
(۳)	اختر شیرانی	"	۱۲ "
(۴)	جوش ملسیانی	"	۱۲ "
(۵)	مجروح سلطانپوری	"	۱۲ "
(۶)	احمد ندیم قاسمی	"	۱۲ "

میر تقی میر

ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی

میر کی حیات و شاعری پر بہت اہم تصنیف ہے
میر کی شاعری اس عہد کے تاریخی حالات کے پس منظر
اردو ادب میں اپنی نوعیت کی پہلی تصنیف ہے۔

قیمت /۱۲ روپے

غالب پر دو اہم کتابیں: مرتبہ ڈاکٹر مختار الدین

احوال غالب: (غالب کی حیات پر) /۹ روپے
نقد غالب: (غالب پر تنقیدی مضامین) /۱۰ "

اسلام کے علاوہ مذاہب کی ترویج میں اردو کا حصہ

از:- ڈاکٹر محمد عزیز، شعبۂ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

اس موضوع پر یہ پہلی کتاب ہے جس میں ڈاکٹر عزیز صاحب نے کافی تلاش و تحقیق سے یہ بتایا ہے کہ ہندستان میں اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب اور ان کے اخلاق کی اشاعت میں اردو نے حصہ لیا۔ قیمت ۵/۸ روپے

دھمپد

مہاتما بدھ کی تعلیمات کا منظوم ترجمہ جو بدھ مت کی تعلیم کی بنیاد ہے۔ قیمت /۲ روپے

• پبلشر:- آل احمد سرور • پرنٹر:- یونیورسل پرنٹرس کمپنی علی گڑھ